210243 ـ اپنے غالب گمان كى بنا پر كسى بات پر قسم اٹھا لى، پھر بعد ميں معاملہ اس كے الٹ نكلاتو اب اس پر كيا ہے؟

سوال

سوال: ميرى ايک دوست كيساتھ فون پر بات ہوئى، جب ہم نے گفتگو كى تو مجھے غالب گمان يہ ہوا كہ وہ خود بات نہيں كر رہا، كوئى اور ہے، تو ميں نے قسم اٹھا لى كہ اگر تم ميرے دوست ہى بات كر رہے ہو تو ميں تمہيں ايک ہزار دينار دونگا، پھر بعد ميں معلوم ہوا كہ وہ ميرا دوست ہى تھا، اس وقت مجھ ميں اتنى استطاعت نہيں ہے كہ اسے اتنى بڑى رقم دے سكوں، كيونكہ مجھ پر ابھى قرضہ ہے، اور ميں اس وقت بے روز گار بھى ہوں، رقم بہت بڑى ہے، اگر مجھے كہيں سے رقم مل بھى جائے توبھى ادائيگى مشكل ہے، تو اب ميں كيا كروں؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

جو شخص اپنے غالب گمان كے مطابق قسم اٹھائے ، ليكن بعد ميں اس كيلئے عياں ہو كہ معاملہ اس كى قسم سے بالكل مخالف تھا، تو اس پر كچھ نہيں ہے، اور يہ لغو يمين ميں داخل ہوگا، جو كہ جمہور ائمہ كرام [ابو حنيفہ، مالک، احمد]كے نزديک اللہ تعالى كى طرف سے معافى شدہ ہے۔

اللہ تعالى كا فرمان ہے:
(لا يُؤَاخِذُكُمْ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ)
ترجمہ: اللہ تعالى تمہارى لغو قسموں پر تمہارا مواخذہ نہيں كرتا، ليكن جن كاموں كا تمہارے دلوں نے عزم كر لياہو، اس كا مواخذہ كريگا، اور اللہ تعالى بخشنے والا برد بار ہے۔ [البقرة:225]

خرقى رحمہ اللہ كہتے ہيں:
"جو شخص كسى چيز كے بارے ميں اپنے تئيں پر يقين ہو كر قسم اٹھائے، ليكن حقيقت اس كے بر عكس نكلے تو اس پر كوئى كفاره نہيں ہے؛ كيونكہ يہ يمينِ لغو ہے" انتہى

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:
" اكثر اہل علم كا يہى موقف ہے كہ ايسى قسم كا كوئى كفاره نہيں، ابن منذر نے بھى يہى كہا ہے" انتہى
"المغنى" (13/451)

شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ "أضواء البيان" (1/447) میں کہتے ہیں:
"آیت میں مذکور "لغو" کے مفہوم کے متعلق اہل علم کے متعدد اقوال ہیں، جن میں سے مشہور ترین دو ہیں:

1- لغو سے مراد وہ تمام قسمیں ہیں جو انسان کی زبان پر غیر ارادی طور پر آجاتی ہیں، جیسے باتوں باتوں میں کہہ دینا: "اللہ کی قسم!" [اور ایسے ہی "قسم سے "کہنا]
اس موقف کے قائلین میں امام شافعی،اور ایک روایت کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہاہیں ، اسی طرح یہی موقف ابن عمر سے بھی منقول ہے، اور ابن عباس کے دو اقوال میں سے ایک قول یہی ہے۔

2- لغو سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے تئیں سچی قسم اٹھائے، لیکن حقیقت میں معاملہ ایسا نہ ہو، تو اسے یمین لغو کہتے ہیں۔
اس موقف کے قائلین میں مالک بن انس رحمہ اللہ ہیں، نیز ان کا کہنا ہے کہ لغو کے بارے میں سب سے اچھی توجیہ میں نے یہی سنی ہے، یہی موقف عائشہ رضی اللہ عنہا، ابو ہریرہ، اور ابن عباس کے ایک قول کے مطابق ہے۔۔۔

لیکن دونوں اقوال قریب قریب ہیں، کیونکہ دونوں صورتوں پر لغو کا اطلاق ہو سکتا ہے؛ کیونکہ پہلی صورت میں قسم کے الفاظ استعمال کرنے والے نے قسم اٹھانے کا ارادہ ہی نہیں کیا، جبکہ دوسری صورت میں قسم اٹھانے والے نے حق اور درست بات ہی مراد لی تھی۔

لغوی طور پر "لغو" ایسی بات کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی خیر نہ ہو، یا جس بات کی کوئی ضرورت نہ ہو، چنانچہ حدیث میں لغو بھی اسی معنی میں استعمال ہو اہے، [جیسے کہ جمعہ کے متعلق حدیث میں ہے] (جب تم اپنے ساتھ بیٹھے شخص کیلئے دورانِ خطبہ کہہ دو: "خاموش ہو جاؤ" تو تم نے لغو کام کیا)[یعنی بے فائدہ بات کی]" انتہی مختصراً

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:
"لغو قسم ایسی قسم کو کہتے ہیں جس کے بارے میں دل پر عزم نہ ہو، اور غیر ارادی طور پر دورانِ گفتگو زبان پر آجائے، [جیسے گفتگو کرتے ہوئے کہہ دیا جاتا ہے:] "اللہ کی قسم۔۔" اور "قسم سے۔۔۔" یہاں اس سے مراد قسم اٹھانا نہیں ہوتا، چنانچہ ایسی قسم لغو ہوگی۔

اسی طرح ایسی قسم بھی لغو شمار ہوگی جس کے بارے میں انسان نے اپنے تئیں یقینی بات پر قسم اٹھائی، لیکن حقیقت اس کے الٹ نکلی ، جیسے کوئی کہہ دے: "اللہ کی قسم! میں نے فلاں کو دیکھا تھا" بعد میں پتا چلے کہ وہ تو فلاں شخص کا ہم شکل تھا، مطلوبہ شخص نہیں تھا، اب ایسی قسم اٹھانے والا یہی نظریہ رکھتا ہے کہ اس نے صحیح بات کی ہے، لیکن حقیقت اس کے الٹ ہے، تو یہ بھی لغو قسم میں شمار ہوتا ہے" انتہی

" فتاوى نور على الدرب" (24/237)

مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق:

سوال میں مذکور قسم پر کوئی کفارہ نہیں ہے، اور نہ ہی آپ پر یہ لازم ہے کہ اپنے دوست کو ایک ہزار دینار دیں، کیونکہ آپ نے قسم اسی لیے اٹھائی ہے کہ آپ اپنے آپ کو درست اور سچا سمجھ رہے تھے۔

تاہم ہر مسلمان کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ ہر جگہ قسم مت اٹھائے، بلکہ صرف انہی امور میں قسم اٹھائے جن کیلئے تاکید اور قسم کی ضرورت بھی ہو۔

واللہ اعلم.